رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا اکیلا اخبار

ہر انگریزی مہینہ کی ۶-۱۳ [illegible] کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

[illegible] نومبر ۱۹۲۴ء

یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ

نور

قادیان دار الامان ضلع گورداسپور

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپے (سے)
" ششماہی " " ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)
" سالانہ امراء سے سات روپے (مہ)
" ممالک غیر سے ۸ شلنگ

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیاں [illegible] اور دیگر مذاہب پر اس کی حقیقت [illegible]
۲۔ سکھوں اور آریوں [illegible] اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
۳۔ دیگر مذاہب کے [illegible] صحیح جواب دینا۔
۴۔ راعی اور رعایا کے [illegible] مضبوط و مستحکم کرنا۔

جلد ۸ | ایڈیٹر محمد یوسف سابق سورن سنگھ و دوان برہمچاری | نمبر ۳

نور سے عملی محبت کا ثبوت

جن دوستوں نے اس آڑے وقت میں گذشتہ ہفتہ نور سے عملی محبت کا ثبوت دیا۔ ان کے اسماء گرامی معہ شکریہ درج ذیل ہیں۔ براہ راست ایک خریدار جناب محمد نواب خان صاحب ایک خریدار یعنی یہ کل دو خریدار ہوئے (۲) پہلے اور ایک اب گویا اس آڑے وقت میں صرف ۲ دوستوں نے اپنے فرض کو ادا کیا۔ ابھی سینکڑوں دوستوں کی طرف یہ فرض جوں کا توں قائم ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ دوست اپنے اس ضروری فرض کو کب ادا کریں گے۔ آج ایک دنیا اس کی معترف ہے۔ کہ تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو بجا لانیکے لئے نور صرف ایک ہی اخبار ہے۔ اگر ایسا یگانہ پرچہ بھی ہر وقت توسیع اشاعت کے لئے اپیل کرتا رہے۔ تو پھر دوستوں کی بے حسی کا کہنا اگر آپ کا خدانخواستہ کوئی دوست نہیں ہے۔ اگر ہے تو اس کی حس خدانخواستہ اس قدر مر چکی ہے۔ کہ وہ آپ کے کہنے پر نور جیسے مجاہد اور غازی پرچہ کی خریداری کے لئے بھی آمادہ نہیں ہو سکتا۔ تو پھر آپ کو کم از کم خود تین روپیہ کی قربانی کر کے کسی سکھ یا آریہ کے نام نور کو ایک سال کے لئے جاری کرا دینا چاہیئے۔ تبلیغ اسلام ایسے اہم فرض کے لئے اور پھر دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی مجسم ایثار قوم کے افراد کے لئے تین روپیہ سالانہ کی حقیقت ہی کیا ہے خدا کرے آئندہ اخبار تک میرے سب گلے دور ہو سکیں۔

ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

گذشتہ پرچہ میں آپ میرے مکرم بھائی ڈاکٹر فضل الدین صاحب کی حوصلہ افزا اعانت کو ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب اور مژدہ جانفزا سنیئے۔

جماعت ممباسہ پچاس شلنگ جناب بھائی اکبر علی خان صاحب پچاس شلنگ جناب بھائی نور الدین تیس شلنگ کل ۱۳۰ شلنگ یعنی ۸۶ جزاکم اللہ احسن الجزاء مجھے اب خدا کے فضل سے پورا پورا یقین ہو چکا ہے۔ کہ ایسے کرمفرماؤں کی موجودگی میں نور کبھی بند نہیں ہو سکتا۔ مجھے توقع رکھنی چاہیئے۔ کہ اس نازک وقت میں افریقہ کے دوسرے بھائی بھی ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو بجا لانیوالے اکیلے اخبار نور کو نظر انداز نہیں کریں گے۔ میری تو یہ دلی تمنا ہے کہ اگر اس پرچہ کے ہمدردوں کا دائرہ وسیع ہو جائے۔ تو میں اس کا گورمکھی اڈیشن بھی شایع کرنا شروع کر دوں۔ پھر آپ دیکھیں کہ اللہ کے کرم سے نور تبلیغی آسمان پر نور علی نور ہو کر چمکتا ہے یا نہیں۔ دوستو ہمت کرو ہمت

ہمت مرداں مدد خدا

نور مفت لو

اللہ تعالیٰ بہت دیر تک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا سایہ عاطفت ہم لوگوں کے سروں پر رکھے جنہوں نے اس آڑے وقت میں باوجود شدید مالی تنگی کے دفتر دعوۃ و تبلیغ کو حکم دیا کہ وہ فی الفور نور کے پچاس پرچے سکھوں میں مفت تقسیم کرنے کے لئے خریدے چنانچہ فی الحال یہ پچاس پرچے انہیں سکھوں کے نام جاری کئے گئے ہیں جن کے نام آج سے ۱/۲ ۱ سال پہلے نور جاری تھا۔ مگر میری یہ خواہش ہے کہ اب نئے سکھ ناظرین کو اس سے مستفیض ہونا چاہیئے۔ لہذا دوستوں کو چاہیئے کہ وہ شوقین سکھوں کے نام اور پتے لکھکر فی الفور دفتر نور میں بھیج دیں۔

ہمیشہ یاد رکھیئے

نئی چٹیں چھپ گئی ہیں اور دوستوں کا پہلا نمبر خریداری بدل گیا ہے۔ اسلیئے نیا نمبر خریداری ہر ایک بھائی اپنی چٹ پر ملاحظہ فرما لیں۔ اور خط و کتابت میں ہمیشہ اس نمبر کا حوالہ دیں۔ ورنہ عدم تعمیل معاف اور ۶۰۷ اخبار کا رجسٹرڈ ایل نمبر ہے۔ اور آپکا نمبر خریداری آپ کے نام سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مادہ پرستی اور ہمارا تبلیغی فرض

(از قلم جناب مولانا المکرم مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی)

مادہ پرستی کا احساس یورپ کو بھی ہو رہا ہے۔ چنانچہ موجودہ وزیر اعظم انگلستان کا لڑکا ولایت کے ایک مشہور اخبار میں ایک مضمون کے دوران میں لکھتا ہے۔ کہ آج اگر یسوع مسیح برطانیہ میں آئے تو اس کا روپیہ مبادلہ راس المال کو عدالتوں کو (جہاں وہ کہیں آنکھ کے بدلہ میں آنکھ، دانت کے بدلہ میں دانت لینے میں مصروف دیکھے) بنکوں کو جن کا انحصار غاصبانہ سود ہے۔ ہماری ریلوں کو جہاں ہم پر اس اجنبی کو جو ہم سے بولنے کی کوشش کرے کڑی نظروں سے گھورتے ہیں۔ ہمارے گرجاؤں کی عبادت دیکھکر کیا کہے؟ لیکن اگر انگلستان یسوع کے پاس جائے تو ہر بات ممکن ہے۔ کوئلے کے جھگڑے بند ہو جائیں، چھوٹے لیڈروں کو بڑے نہ لوٹیں۔ فضول دماغی اور جسمانی آوارگیاں ختم ہو جائیں۔ ہمیں اپنی حقیقت معلوم ہو جائے۔ غاصبانہ سود کا خاتمہ ہو جائے۔ یہ وہ خلاف عیسائیت طریقہ ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ اپنی تھوڑی چیز کے بدلہ میں بہت سی حاصل کر لی جائے۔ اور یہی ہماری صنعتی جھگڑوں کی جڑ ہے۔ ہم عدل سے پہلے رحم کو اور رحم سے پہلے انسانیت کو رکھیں۔ بجائے اس بزدلانہ حرکت کے کہ قاتل کو قتل کے جرم میں پھانسی پر لٹکائیں ہم اس قتل کی وجہ موجبہ کو مٹانے کی فکر نہ کریں گے۔ جو ہمارا ابنائے نوع انسان سے فرض ہے۔ غاصبانہ سود کے مٹا دینے سے ہمیں مشترکہ یا جماعتی اغراض کے لئے جماعتی کام کرنے کی رغبت ہو گی اور جنگ ایک فعل شیطانی معلوم ہو گی۔ ہسپتال ان بچوں سے خالی ہو جائیں گے۔ جو ان حالات کی وجہ سے جن میں وہ پالے جاتے ہیں۔ بیمار ہو جاتے ہیں۔ کسی رفاعی کام کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ مدرسوں کالجوں میں فٹ بال شخصی امتیاز سے پہلے محبت علم اور ہمدردی سکھائی جائے خیالات اور عمل کی آزادی آسان ہو جائے۔ تمام عقیدے باطل ہو جائیں۔ انہیں مادر وطن سے محبت مطیع ممالک میں بغاوت نہ سمجھی جائے۔ موجودہ صورت اچھی سے اچھی شکل میں تبدیل ہو جائے۔ غرضکہ انگلستان کے عیسائی ہونے کے یہ معنی ہونگے کہ خدا نے آدمی کو دنیا میں مادی اغراض کے لئے نہیں بھیجا بلکہ روحانیت کے حاصل کرنے کے لئے۔ یہ بات ہر کسی خواہ ملک کو معلوم ہونی چاہیئے۔ تاکہ ہمارا ملک مایوسی کی دلدل سے جس میں مادہ پرستی نے ہمیں پھنسایا ہے۔ نکل سکے۔

اب دوسرا رخ لیجئے۔ جو یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ موجودہ ترقی کے معنی عیسائیت سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔ اگر سائنس کا شوق ہے تو عیسائیت چھوڑو کیونکہ یہ دونوں چیزیں متضاد ہیں۔

مسٹر چارلس گورہم نے ایک مضمون لٹریری گائڈ میں لکھا ہے۔ جس کا خیال مضمون نگار کو ایک اور مذہبی مضمون دیکھنے سے پیدا ہوا۔ اس موخر الذکر مضمون کا منشا یہ ہے کہ مذہبی معاملات میں عقل سے کام لینے کی سخت ضرورت ہے۔ گرجا کے خیالات سائنس کی دنیا میں بیگانہ اور یکہ و تنہا حیثیت رکھتے ہیں۔ صنعتی ترقی نے لوگوں کو گرجا سے بیزار کر دیا ہے۔ امریکہ میں جن مقامات کو پکے مذہبی لوگوں کا ملجا و ماویٰ کہا جاتا ہے۔ ان گرجوں کی حاضری ۵۰ فی صدی رہ گئی ہے۔

یہ سوال گرجے والوں کو بری طرح ستا رہا ہے۔ کہ کس طرح اس کو حل کیا جائے۔ بہتوں کا خیال ہے۔ کہ یہ سوال کبھی حل نہ ہو گا۔ موخر الذکر مضمون نگار کے نزدیک تو مذہب ہی تبدیل ہو رہا ہے۔ لیکن امید ضرور بندھتی ہے۔ کہ عقل سے کام لینے کی بدولت عیسائیت پہلے سے زیادہ محفوظ ہو جائے گی۔ لیکن اس خیال کے لئے کوئی دلیل نہیں پیش کی جاتی۔

اول الذکر مضمون نگار اس خوش اعتقادی کی تردید کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مذہبی کٹرپن تو پادری ہی چھوڑتے جاتے ہیں۔ کیونکہ اس سے ان کا کام نہیں چلتا۔ دیندار تو کہتا ہے۔ کیا میں اپنے اعتقادات کو نئی روشنی میں نہیں پیش کر سکتا۔ کیا میں اپنے عقاید کی نظر ثانی کر کے انہیں موجودہ رنگ میں نہیں دکھا سکتا؟ ملحد کہتا ہے۔ کہ تم ان کو جلا ہی کیوں نہیں دیتے؟ ایک بھی عقیدہ کی جن کی ترویج کی جاتی ہے۔ صداقت یا تاریخ کی کوئی بنیاد ہے۔ مذہبی تعلیم ہی کچھ اچھی کہی جا سکتی ہے۔ اگر عقاید کی یہ نظر ثانی بھی کی جانے تو آخر اس کی کوئی حد بھی مقرر ہو گی کہ کہاں تک ان عقیدوں کو دہرایا جائے۔ اور کس طریقہ سے ان مسائل کو پیش کیا جائے۔

مضمون نگار کہتا ہے۔ کہ یہ بالکل ممکن نہیں ہے کہ خیالات کی گرمجوشی جس کا قدرتی نتیجہ خیالات کی آزادی کبھی عیسائیت کی ایک خوبی بن سکے۔ لیکن بفرض محال اگر گرجوں میں، اتنی گرمجوشی بھر دی جائے۔ کہ ان کے عقاید پر پوری پوری اور بالکل آزادانہ نکتہ چینی کی جائے۔ تو ایسی صورت میں کس قسم کی عیسائیت پیدا ہو گی۔

کیا اس عیسائیت میں پولس، افلسطین، کالون، لوتھر، ویزلی، بلی سنڈے، کی عیسائیت کا ذرا بھی شائبہ ہو گا۔ لیکن پھر . . . یسوع، یسوع بلاشبہ بلاشک میں یسوع مسیح کو بالکل بھول ہی گیا تھا۔ لیکن کیا حضرت یسوع کا مذہب آیندہ اسی آزادی اور پوری سرگرمی کے ساتھ قبول کیا جائیگا جس قدر پہلے کیا جاتا رہا ہے؟

خیالات کی گرمجوشی عیسائیت کی موت ثابت ہو گی۔ یہ ممکن ہے۔ کہ ایک مبہم مجموعہ عقاید جس میں سے کٹرپن غائب ہو گیا۔ رہ جائیگا۔ لیکن اس کے لئے بھی عقلی بنیاد کی ضرورت ہو گی۔ باایں ہمہ یہ نئی شکل اس اصلی پرانی عیسائیت سے جداگانہ چیز ہو گی۔ جو زمانہ ہائے دراز سے مانی جاتی رہی ہے۔

مذہب سے یہ روگردانی یورپ کی مادہ پرستی کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ عیسائیت کی تعلیم قابل عمل بھی نہیں۔ چونکہ ان لوگوں کا منتہائے خیال یہی مذہب ہے اس لئے وہ کسی اور مذہب کی تلاش میں ذرا بھی سعی نہیں کرتے مایوس آدمی کی طرح ذرا سی ناکامی سے ہمت ہار بیٹھتے ہیں۔

اسلام نے جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی آج جس کے سامنے اس کا جلوہ پرتو افگن ہوتا ہے۔ اس کا دل فوراً مسخر ہو جاتا ہے۔ اس مادہ پرستی کے زمانہ میں اسلام پادریوں کی سخت جدوجہد اور مسلمانوں کے افلاس اور علوم تنظیم کے باوجود یورپ اور امریکہ میں کس قدر پاؤں پھیلاتا جا رہا ہے آج کل کے واقعات شاہد ہیں۔ ہم ہندوستانی مسلمان اسلام کی تعلیم سے بہت دور نکل آئے ہیں۔ توحید کی بجائے پیر پرستی اور قبر پرستی نے لے لی ہے۔ کثرت سے آدمی اپنے نفس اور اغراض کے بندے ہیں۔ تبلیغ کا بہانہ کرتا ہے۔ اصل میں اپنی شہرت اور مطلب پرستی کرتا ہے۔ قرآن پاک کی اول تو تلاوت ہے ہی نہیں اور اگر ہے تو صرف طوطے کی طرح فرفر پڑھتا ہے مطلب و معنی

کی طرف مطلق توجہ نہیں کی جاتی۔ قرآنی تعلیم کو رمز اور پہیلی سمجھا گیا ہے۔ جو اس قدر دشوار فہم تصور کی جاتی ہے۔ کہ اس کو خاص لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم دن بدن زوال کے قعر مذلت میں گرتے چلے جاتے ہیں۔ یورپ کے اوپر کے دونوں رخوں کو دیکھو اور اسلامی تعلیم پر سرسری نظر ڈال کر ذرا سچ سچ کہیئے۔ کہ کیا اسلام بھی مادہ پرستی کی طرف انسان کو مائل کرتا ہے۔ یا کیا۔ یہ دنیاوی ترقی و تہذیب میں رکاوٹ ڈالتا ہے؟ کیا پہلے زمانہ کے مسلمان مسلمان نہ تھے۔ جنہوں نے آج کل کے یورپ کی معلمی کی، خود ترقی کے نصف النہار پر تھے؟ کیا یہ اس تعلیم کا نتیجہ نہ تھا۔ کہ زمین و آسمان کی ہر چیز جو کہ درمیان میں ہے ہماری تابع ہے۔ ہمیں ان کے مطالعہ میں وقت صرف کر کے اللہ تعالےٰ کی قدرت کی نشانیاں ان میں دریافت کرنی چاہئیں۔ سود کی ممانعت سے باہمی محبت و اخوت کا کیسا کچھ سبق اسلام نے دیا۔ راستبازی اور حق پسندی کی کیا کیا تعلیم اس سچے مذہب نے دی۔ ہر شخص جانتا ہے۔ جسے اسلام کی تعلیم پر غائر تو کیا معمولی نظر بھی ڈالنے کا اتفاق ہوا ہے۔

پہلے ہمارے بزرگ تبلیغ و تلقین اسلام کرتے تھے۔ انکو اس میں کچھ روزی نہیں ملتی تھی۔ بلکہ یہ ایک قدرتی تحریک تھی جس میں ہر مسلمان برابر کا شریک تھا۔ ہر مسلمان بجائے خود ایک زبردست مبلغ تھا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہم نے اس طرف سے مطلقاً آنکھیں بند کر لی ہیں۔ ورنہ فتنہ ارتداد کبھی نہ اٹھتا جب ارتداد کا غل غپاڑہ مچا۔ اس وقت ہم کلبلائے تھے لیکن اب پھر وہی غفلت کے خراٹے لے رہے ہیں۔ ہم میں ہر ایک کو تبلیغ کی تعلیم ہونی چاہیئے۔ یہ تعلیم معمولی تنہا اخباروں سے نہیں ہو سکتی۔ جس کا آج کل زور دہلی میں نظر آرہا ہے۔ بلکہ قاعدہ کے ساتھ اور منضبط طریقہ سے جو اخبار تبلیغ کے کام میں جاری ہیں۔ ان میں اس قدر اصلاحیں کی جائیں۔ کہ وہ عمدہ اور دلفریب چیز بن جائیں۔ جو انہیں پڑھے ان میں اپنے لئے ذخیرہ ہدایت پائے۔ ان اخباروں کو بے زری اور فاقہ مستی کا مطلق خیال نہ ہو۔ ان کے ذریعہ ایسی تلقین کی جائے۔ کہ مسلمان صرف اپنے مذہب سے واقف ہو کے اس کے سچے پیرو ہی نہیں بلکہ دوسرے مذاہب کا موازنہ کر کے ان کے پیروؤں کو اسلام میں لانے کی کامیاب کوشش کر سکیں۔ ایسے اخباروں کے علاوہ انجمنیں قائم ہوں جہاں مخلص لوگ حاضرین کو تبلیغ کی تعلیم دیں۔ ان سے تقریریں کرائیں۔ اور انہیں اتنا ماہر کر دیں۔ کہ وہ جس مسئلہ پہ چاہیں بقدرت سے گفتگو کر سکیں۔ مناظرہ کا طریقہ بتایا جائے رد و قدح اور مجادلہ سے انہیں بچایا جائے۔ ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ تو تو میں میں سے کچھ نتیجہ نہیں نکلتا۔ ہم اس عادت کو سماجی حضرات تک محدود رہنے دیں۔ لیکن ان لوگوں میں بھی حق کے متلاشی ہوتے ہیں۔ ہمیں خواہ مخواہ ان جماعتوں سے بدگمان بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے مذہب کی تعلیم کے مطابق معقولیت سے ان کے ساتھ گفتگو کر کے انہیں اپنے مذہب کی طرف مائل کر لیں۔ ہمارے رسول پاک نے اپنے عمل سے بہت سے کافروں کو داخل اسلام کیا تھا۔ آنحضرتؐ ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں۔ کیوں نہ ہم ان کے طریقہ پر چل کے فلاح کونین حاصل کریں۔

شذرات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریہ سماج کا پہلا ستون گر رہا ہے

آریہ گزٹ اپنے ۱۶ر ستمبر کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ "ابھی تک ہندوؤں (آریوں) میں یہ اعتقاد رہا ہے اور ہے کہ جیو آتما (روح) فوراً ہی نیا جسم اختیار کر لیتی ہے۔ جس طرح ایک سونڈی کا کیڑا ایک پتہ کو تب چھوڑتا ہے۔ جب دوسرے پر اپنے پاؤں جما لیتا ہے ٹھیک اسی طرح سے روح قفس عنصری سے پرواز کرتے ہی فوراً دوسرے قالب میں چلی جاتی ہے۔ مگر روحوں سے بات چیت کرنے والے اصحاب یہ ثابت کر رہے ہیں۔ کہ روحیں کسی خاص جگہ موجود رہتی ہیں۔ اور بلانے پر تغییر شکل دکھلانے کے بات چیت کر سکتی ہیں۔ یہ لہر مغرب سے چلی ہے۔ اور ہندوستان میں پھیل رہی ہے۔ پچھلے دنوں مسٹر ڈی ڈی رشی اس قسم کے مظاہرات کرتے رہے ہیں۔ اور لوگوں کے دلوں میں کئی قسم کے شکوک پیدا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ایک پرتشوف نے اس پر اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا ہے۔ مگر آریہ سماج کے کسی پرسادھ ودوان یا سنیاسی نے اس پر کچھ نہیں لکھا"۔

کیا ان مذکورۃ الصدر مظاہرات کی موجودگی میں آریہ سماج کا یہ زبردست مسئلہ جسے وہ آواگون (تناسخ) کے نام سے منسوب کرتی ہے۔ قائم رہ سکتا ہے۔ کیا یہ جدید تناسخ کی کھوکھلی عمارت پر ایک کاری ضرب نہیں ہے۔

آریہ سماج کا دوسرا ستون بھی گر رہا ہے

آریہ سماج دین مسلمانوں اور عیسائیوں وغیرہ سے مسئلہ گوشت خوری پر مباحثات اور مناظرات کرتی رہتی ہے۔ مگر اس کے متعلق ۱۵ر ستمبر کے آریہ گزٹ نے جو معقول سوال اٹھایا ہے۔ وہ آریہ سماج کے راستہ میں گراں بار پتھر سے بھی زیادہ ہے۔ اب آریہ سماج کے لئے دو ہی صورتیں ہیں۔ (۱) یا تو وہ گوشت خوروں کو برا بھلا کہنا چھوڑ دے۔ اور یا پھر واقعات کی بنا پر ان قدیم اور جدید معلومات و واقعات کی تردید کرے۔ چنانچہ اخبار مذکور لکھتا ہے۔ کہ

"دوسرا سوال برکھشوں میں جیو کے متعلق ہے۔ فخر ہند سر جگدیش چندر بوس نے برکھشوں میں جیو کی موجودگی کا اعلان کر کے نوجوانوں کے دماغ کو پریشان کر دیا ہے۔ جو اشخاص اور اقوام گوشت خور ہیں۔ وہ برملا یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ اگر جیو ہنسا بری ہے۔ تو پھر اناج اور پھل کھانا بھی برا ہے۔ سوامی جی نے بھی ایک جگہ ستیارتھ پرکاش میں منوسمرتی کا حوالہ دیکر برکھشوں میں جیو کا ہونا بتایا ہے۔ مہاتما گاندھی نے فرمایا ہے۔ کہ برکھشوں میں جیو ضرور ہے لیکن انسان کو جتنی لوسع کم از کم ہنسک بننا چاہیئے۔ سر بوس نے گویا قاعدہ طور پر نروس سسٹم کو پودوں میں ثابت کر دیا ہے۔ اب ایسی صورت میں جو آریہ سماجی مانس کے اس قدر ورودھی (مخالف) ہیں انہیں چاہیئے تھا۔ کہ وہ سب کاموں کو چھوڑ کر اس مسئلہ کی مکمل اور مفصل ودیا کھیا کرتے۔ تاکہ سائنس کے دلدادہ اور پرتیکش کے پیارے منش سر بوس کی منطق کی قائل ہو کر گوشت خوری اور سبزی خوری کو ایک جیسا درجہ نہ دے دیتے۔ مگر اس قسم کی سردردی کون کرے"۔

آریہ سماج کا تیسرا ستون بھی گر رہا ہی

آریہ سماج کا تیسرا ستون برہمچریہ دستجروانہ زندگی؟ ہے اس پر آریہ سماج جس قدر زور دیتا۔ اور جس قدر فخر کرتا ہے۔ وہ ایک بین حقیقت ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چنانچہ آریہ سماج جہاں اپنے سوامی کو اور بہت سے خطابوں سے مخاطب کرتی ہے۔ وہاں ایک انکا مایہ ناز خطاب "بال برہمچاری" بھی ہے۔ مگر اس برہمچریہ زندگی کو مغرب کے عالم کسی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اس کے متعلق ان کی کیا رائے ہے۔ اس کے لئے ۱۵ ستمبر کا آریہ گزٹ یہ لکھتا ہے۔ کہ:۔

"تیسری بات یہ ہے۔ کہ یورپ کے ڈاکٹر اس خیال کو ترویج دے رہے ہیں۔ کہ "از حد برہمچریہ پالن کرنا بجائے فائدہ کے نقصان دیتا ہے" سوامی جی نے ویریہ رکھشا پر از حد زور دیا ہے۔ مگر یہ ڈاکٹر صاحبان اس بارے میں سوامی جی سے متفق نہیں ہیں۔ وہ نوجوانوں کو کھلم کھلا یہ اپدیش دیتے ہیں کہ اگر مہینہ میں ایک دو بار ویریہ ضایع ہو جائے تو صحت کی نشانی سمجھنا چاہیئے۔ نیز قدرت کا یہ اٹل قانون ہے کہ جس عضو کو انسان استعمال نہ کرے۔ اسے وہ ناکارہ بنا دیتی ہے ٹھیک اسی طرح سے غیر معمولی طور پر برہمچریہ کا پالن کرنا نقصان دہ ہے۔ یہ خیالات خوب تیزی کے ساتھ پھیل رہے ہیں۔ اور ایک سمجھدار انسان نے ایک دفعہ یہ فرمایا کہ اگر ۲۵ سال کی عمر تک لڑکے کی شادی نہ کی جائے۔ تو وہ پاگل ہو جاتا ہے"۔

اس کے متعلق آریہ گزٹ کا خطرہ

بلاشبہ مغربی علماء کے یہ نئے تخیلات اور مشاہدات آریہ سماج کے بنیادی اصولوں پر ایک خطرناک تبر سے کم نہیں۔ اور سمجھدار آریوں کو ابھی سے اس کی فکر ہو رہی ہے۔ چنانچہ آریہ گزٹ اس کے متعلق لکھتا ہے۔ کہ

"الغرض اس قسم کے کئی ایک وچار (خیالات) پرچلت (جاری) ہو گئے ہیں۔ جو موجودہ آریہ ہندو جاتی کے لئے سراسر نقصان دہ ہیں۔ مگر محض ایسا کہنے سے کیا بن سکتا ہے؟ اس کے لئے تو جدوجہد کرنی پڑے گی۔ اور جو بدھ پرش (عالم لوگ) آریہ سماج کے حلقہ میں شاستر و گرنتھ انو سندھان کا کام کر رہے ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ آپس کی لڑائی کو بند کر کے ان قابل حل وشئوں پر اپنی شکتیوں (طاقتوں) کو اکتر (جمع) کریں۔ فضول اور بے معنی بحث مباحثوں میں لگا رہنا کبھی بھی فائدہ مند نہیں ہوا کرتا۔

آریہ سماج کو آج یا کل اپنے مذہب پر تبصرہ کرنا پڑیگا

صرف یہی نہیں بلکہ آریہ سماج کے اکثر اصول بدرجہ غایت کمزور ہیں اور زمانہ قریب آ رہا ہے۔ جب آریہ سماج کو اپنے ان اصولوں پر تبصرہ کرنا پڑے گا۔ (۱) تناسخ (۲) گوشت خوری (۳) برہمچریہ کے متعلق تو آپ نے اوپر پڑھ ہی لیا۔ مگر اس کے علاوہ آریہ سماج کے کئی ایک اور عقاید بھی ہیں۔ جو نہ تو کسی مہذب یا سوسائٹی میں رائج ہو سکتے ہیں۔ اور نہ خود آریہ سماج ہی اس اس پر ناز کر سکتی ہے۔ ان میں سے ایک نیوگ کا عقیدہ ہے۔ اب بجائے نیوگ کے آریہ سماج کا ودھوا بواہ پر زور دینا بتلا رہا ہے کہ خود آریہ سماجی بھی اسے اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ مگر جب تک ستیارتھ پرکاش میں نیوگ کا باب اور اس کی تاکید موجود ہے۔ آریہ سماج کی معمولی پردہ پوشی سے کیا ہو سکتا ہے اور علاوہ ازیں مختلف بزرگان اقوام کی شان مبارک میں جو ستیارتھ پرکاش میں برا بھلا کہا گیا ہے۔ اور جس کو آریہ سماج نے اپنا دستور العمل بنا لیا ہے۔ اس نے آریہ سماج کی طبیعت میں چڑچڑا پن پیدا کر دیا ہے۔ اور یہ خصلت مہذب اقوام میں کہاں تک پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی جا سکتی ہے غالباً اس سے آریہ سماج کے ودوان بھی ناواقف نہ ہونگے

گوشت خوری اور آریہ سماج

۱۸ ستمبر کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ ہندوستانی جن کی تین چوتھائی ہندو لوگ ہیں صرف ۲۳ سال اوسط عمر پاتے ہیں۔ وہاں مغرب کی گوشت خور قومیں چالیس اور پچاس بلکہ اس سے بھی زیادہ اوسط عمر حاصل کرتی ہیں۔ اندھی آنکھ کے پھوڑے کے متعلق ڈاکٹر صاحب کا خیال ٹھیک ہو گا۔ مگر مہاتما گاندھی جیسے سبزی خور کو بھی پھوڑا ہو گیا تھا۔ بڑھاپا بھی ہندوؤں کو پہلے آتا ہے۔ ورنہ ہمارے سامنے یورپین اصحاب نوے نوے سال تک کام کرتے ہیں۔ اور بالکل بوڑھے دکھائی نہیں دیتے۔ ایشور کی بھگتی بھی ہندوؤں میں مفقود ہے۔ البتہ طوطے جیسا رٹن ضرور موجود ہے۔ دلیری کا یہ اظہار نہیں کر سکتے۔

نتیجہ کیا نکلا یہی کہ سبزی خوروں کی نسبت گوشت خور کیا بلحاظ چال چلن اور کیا بلحاظ صحت زیادہ قوی اور مضبوط ہوتے ہیں۔ لہذا گوشت خوری جائز۔

طلاق اور آریہ سماج

آج کل یہ خبر گشت لگا رہی ہے۔ کہ روسی سفیر نے شادی کر کے دو گھنٹے کے بعد طلاق دیدی۔ اس پر ۱۹ اکتوبر کا پرکاش "طلاق کی برکت" کے عنوان سے لکھتا ہے کہ:۔

"دو گھنٹہ کی شادی کے بعد طلاق کے سامنے ان کی گردنیں جھک جانی چاہئیں۔ جو طلاق کی تعریف میں رطب اللسان رہتے ہیں"۔

اسلامی طلاق ایک معقولیت پر مبنی ہے۔ اسلام طلاق کو بحالت معذوری اور مجبوری روا رکھتا ہے۔ اور اس کے ساتھ بھی کئی ایک شرائط ہیں۔ جن کا پورا کرنا بھی ایک بہت بڑے مجاہدہ کو چاہتا ہے۔ باقی اگر کوئی شخص کسی چیز کا ناجائز استعمال کرے۔ تو وہ اس چیز کا نقص نہیں ہے۔ پانی اور خوراک انسانی بقا کے لئے ضروری ہیں۔ مگر انہیں اشیاء کا استعمال ناجائز پر انسان کے لئے وبال اور پیغام موت ثابت ہو سکتا ہے۔ اور تو اور خود ہندو لیڈر بھی طلاق کو تمدنی زندگی کے لئے ضروری قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۲۴ء کے ایام کرسمس میں لکھنؤ میں جو ہندوؤں کی سوشل کانفرنس ہوئی تھی۔ اس میں پنڈت گشن پرشاد کول نے یہ ریزولیوشن پیش کیا تھا۔

"اس کانفرنس کی پختہ رائے ہے۔ کہ وقت آ گیا ہے کہ اب مجلسی مصلحان قوم کو اس امر کی تعلیم دیں۔ کہ ہندو سوسائٹی کے لئے طلاق کا قانون جاری کیا جائے۔ ڈاکٹر پرنجپے مسٹر سنکرن نائر اور دیگر ہندو لیڈروں نے بھی اس کے حق میں تقریریں کیں"۔

برخلاف اس کے نیوگ کا عقیدہ جو خطرناک قباحتیں اپنے اندر رکھتا ہے۔ سشن کورٹ و ہائی کورٹ کے فیصلوں کی موجودگی میں کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں اور قانون وقت نے مسئلہ نیوگ کو جس ضمن میں جگہ دی ہے۔ اس لئے آریہ سماج کے لئے مہذب سوسائٹی میں بہت کچھ مشکلات پیدا کر دی ہیں۔

ہندو مسلمانوں میں صلح کس طرح ہو سکتی ہے

۲۳ اکتوبر کے نور میں نے لکھا تھا کہ اگر "رنگیلا رسول" کی اشاعت کے وقت اور ورتمان کے چھپنے کے وقت ہندو قوم کے بعض سربرآوردگان اس جرات اور دلیری پر سرزنش کرتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ مقدمات دائر ہو کر نوبت یہاں تک پہنچتی۔ جیسا کہ اشاعت تیغ فقیر بر گردن شریر"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پرچو کہ کرشن جی کی بابت ایک غیر مہذب زبان میں شایع کی گئی تھی حالانکہ بعد میں اس کتاب کو شایع ہوئے دس سال ہو گئے اور مصنف و پرنٹر کبھی کے اس جہان سے کوچ کر گئے فوراً اس کی مصنف کو سرزنش کر کے اس امر کا پورا ثبوت دیا کہ مسلمان درحقیقت ہندوؤں کے بزرگان کرام کی عزت کرتے ہیں۔" اس پر ۱۳ر اکتوبر کا پرکاش لکھتا ہے۔ کہ

"رنگیلا رسول" اور "وچتر جیون" تو ہمارے قادیانی معاصرین کی نظروں میں خار کی طرح کھٹکتے ہیں۔ لیکن نہ معلوم "انیسویں صدی کا مہرشی" نامی مغلظات کے پلندہ کی طرف جو کہ قادیان سے ہی نکالا گیا ہے۔ ان قادیانی صلح جویاں کی نظر میں کیوں نہیں اٹھتی۔ چنانچہ نور لکھتا ہے۔

"اگر رنگیلا رسول کی اشاعت کے وقت اور "وچتر جیون" کے چھپنے کے وقت ہندو قوم کے بعض سربرآوردگان اسکا جرات اور دیدہ دلیری پر سرزنش کرتے۔"

لیکن سوال یہ ہے کہ جو جرات اور دلیری آریہ سماج کے بانی محترم کے خلاف قادیانیوں نے دکھلائی ہے۔ وہ بھی قابل سرزنش ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟ کاش "نور" کو دوسروں کی آنکھ کا تنکا دیکھنے سے پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر نظر آسکتا۔"

آریہ سماج کو ذرا اپنی آنکھ کا بھی شہتیر دیکھنا چاہیے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارک نے دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ کوئی ملک ایسا نہیں جہاں خدا نے ہادی اور راہنما یا نبی اور پیغمبر نہیں بھیجے۔ چنانچہ اس تحت میں کئی ایک مسلمان شری رام چندر و شری کرشن جی مہاراج کے متعلق بھی حسن ظن سے کام لیتے ہیں کہ شاید یہ انہیں خدا کے برگزیدوں سے ہوں۔ مگر برخلاف اسکے سوامی دیانند صاحب کا ظہور مختلف مذاہب کے لئے ایک پیغام جنگ تھا۔ چنانچہ انہوں نے صلح جو شری گورو نانک دیو جی مہاراج اور امن و شانتی کے دیوتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام راست بازوں اور نیکوں کی نیکی اور راست بازی کے مصدق اور دنیا کے لئے بلاشبہ رحمت کے دیوتا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اس مشہور کتاب ستیارتھ پرکاش جسے آریہ سماج اپنا پانچواں وید سمجھتا ہے۔ میں وہ بے نقطاسنائیں کہ جس سے مہذب دنیا پناہ مانگتی۔ اور امن پسند لوگ مارے تعجب اور حیرت کے اپنی انگلی دانتوں تلے دیتے ہیں۔ لہذا ایڈیٹر پرکاش کو انیسویں صدی کے مہرشی" کو برا بھلا کہنے کی بجائے پہلے ستیارتھ پرکاش کے مصنف سے نپٹ لینا چاہیئے۔

سکھ اور ہندو

میں نے ۳ر اکتوبر کے پرچہ میں لکھا تھا۔ کہ سکھوں کو ہندو کہنا ان کے مذہبی جذبات کی توہین کرنا ہے۔ اس پر بے اصولا پرکاش لکھتا ہے کہ:

"پرکاش نے گورو نانک کو ہندو دھرم الویا ئی لکھا اس پر تو کون ہیں خواہ مخواہ سکھوں کا بلا مختار نہ وکیل "نور" بخیال خود سکھوں کو مشتعل کرنے کے لئے لکھتا ہے کہ "سکھ گوروؤں کو ہندو کہنا بلاشبہ یہ سکھ گوروؤں پر بہتان ہے۔ اور دوسرے لفظوں میں توہین ہے" کون نہیں جانتا کہ گورو نانک کا جنم ہندوؤں کے ہاں ہوا۔ ہندو طریق کے مطابق ان کی پرورش اور تعلیم ہوئی۔ اور ہندو مذہب کی اصلاح اور ہندو مذہب کے سدھانتوں کی ہی انہوں نے تلقین کی۔"

نور لیکن ان مذکورۃ الصدر امور میں سے کوئی امر شری گورو نانک دیوجی کو ہندو نہیں بنا سکتا۔ اول تو ان کا یہ ارشاد۔

ہندو مولے بھولے اکٹھی جائیں
نارد کہیا سے پوج کرائیں

دوم سکھوں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ ہم ہندو نہیں اس فیصلہ کی موجودگی میں پرکاش کا جس کے گورو اعظم سوامی دیانند نے حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں سخت گستاخی سے کام لیا ہے۔ پھر یہ کہنا کہ سکھ ہندو ہیں نہ صرف حقیقت سے بے بہرہ ہونا ہے بلکہ سکھوں کے مذہبی جذبات سے کھیلنا ہے۔

ایک گندہ دہن آریہ اپدیشک کی زبان بندی

آریہ سماجی اپدیشک پنڈت دھرم بھکشو جو دوسرے مذاہب کے متعلق پھکڑ بازی میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ حال میں نارووال میں وہاں کی آریہ یووک سبھا کے سالانہ جلسہ پر گئے تھے۔ وہاں پر انہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری یہ حکم دیا گیا کہ وہ اپنے لیکچر کے ہندو دھرم کے سوائے اور کسی مذہب کا ذکر نہ کریں۔"

صرف گورنمنٹ کو ہی ایسے منہ پھٹ اپدیشکوں کی شکایت نہیں ہے۔ بلکہ خود سمجھدار آریہ بھی ان سے نالاں ہیں۔ چنانچہ ۲۱ر جولائی کے پرکاش میں سوامی منگلانند جی لکھتے ہیں کہ:

"میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ابھی جو نوجوان عربی و فارسی کے جاننے والے ہماری سماجوں میں کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تعداد ایسی ہے کہ جن سے مسلمانوں سے جھگڑا فساد ہو جایا کرتا ہے۔ پس وہ مہربانی کر کے یہاں آنے کی ہرگز تکلیف نہ کریں۔ ورنہ خطرہ ہے کہ یہاں کی سرکار اس لویں لہلہاتے پودے کو دلبند اور آریہ سماج کہیں جڑ سے اکھاڑ کر نیست و نابود نہ کر دے۔"

اگر عرب میں امن کی ضرورت ہے تو ہندوستان میں بھی ویسے ہی بلکہ اس سے بڑھ کر امن کی حاجت ہے ہندوستان میں آریوں کا اس لئے دلیر ہو جانا۔ اور مسلمانوں کے بزرگان کرام اور قرآن پاک کی شان مبارک میں دریدہ دہنی سے کام لیا کہ مسلمان برداشت کر سکتے ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ یہ مسلمانوں کے صبر اور امن جو طبیعتوں کا ناجائز امتحان ہے۔ بلکہ آریہ سماج کی یہ چال ہندو مسلم اتحاد کے لئے نہ صرف تباہ کن بلکہ ہمیشہ کے لئے خطوط متوازی کھینچنے والی ہے جنکا انفصال کہیں بھی نہیں ہو سکے گا۔

ویدک پھلجھڑیاں

خدا بھلا کرے پرکاش کا جو کبھی کبھی "ویدامرت" کے تحت میں ویدوں کے بے نظیر تعلیم کے نمونے عوام الناس کی دل لگی کے لئے چھپا کرتے رہتے ہیں۔ ۱۹ر اکتوبر کا پرچہ میں آپ لکھتے ہیں۔ کہ

"جو کچھ بھی میں بولتا ہوں وہ میں مدھر تا د نرمی ا سے لشٹ ہی بولونگا۔ اس لئے جو کچھ میں دیکھتا ہوں۔ اس کے انوسار وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ میں تیجوی اور جلالا ہوں۔ اور دیگ وان بھی ہوں اور گھنڈتک شتروں کو میں سب پرکار سے نشٹ کرتا ہوں۔"

ہم اس منتر پر فی الحال اور کوئی جرح نہیں کرنا چاہتے۔ صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں۔ کہ مذکورۃ الصدر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منتر اس بات کی شہادت دیتا ہے۔ کہ ویدوں کا نزول یا کم از کم اس منتر کا ظہور اس وقت ہوا جبکہ کہا تک شتر و (ہلاکو دشمن) موجود تھے۔ اور آریہ لوگ ان کے برباد کرنے کے متعلق تجاویز سوچا کرتے تھے تو دریں صورت یہ کہنا کہ ویدوں کا نزول ابتدا آفرینش میں ہوا بلاشبہ اس مذکورۃ الصدر منتر کی تکذیب کرتا ہے۔

ہندوادنی اقوام میں تبلیغ کیلئے کیا کر رہے ہیں

بقول لالہ لاجپت رائے مسٹر برلا (کلکتہ اور دہلی کے ایک کروڑ پتی سوداگر)

تین سال سے تیس ہزار روپیہ ماہوار محض اچھوت اقوام میں تبلیغ کے لئے خرچ کر رہے ہیں۔ حال ہی میں قصبہ جوالی ضلع کانگڑہ میں جو چار صد ڈوموں اور بھوالوں کی آریہ سماج نے اشدھی کی تو چودھری رام سنگھ ممبر لیجسلیٹو کونسل وغیرہ نے خاص حصہ لیا۔ کیا یہ واقعات اس امر کا بدیہی ثبوت نہیں ہیں۔ کہ آریہ سماج میں اچھوت اور ادنیٰ اقوام میں تبلیغ کا کام کس قدر زوروں پر ہے۔ اور برخلاف اس کے ہم مسلمان سوائے باتیں بنانے کے اور کیا کر رہے ہیں۔ مسلمانوں میں ایسے آدمیوں کی کمی نہیں۔ جو مسٹر برلا کی طرح اگر تبلیغ کے لئے روپیہ خرچ کرنا چاہیں۔ تو وہ کر سکتے ہیں۔ مسٹر باولا جب ایک ادنیٰ نفسانی خواہش کی سیری کے لئے ایک عورت پر لاکھوں کی رقم خرچ کر سکتا ہے۔ تو کیا اگر کوئی اور باولا چاہے تو وہ خدا کی راہ میں نہیں کر سکتا۔ مگر افسوس کہ تبلیغ کی طرف سے بیشتر مسلمانوں کی حس مر چکی ہے۔ ہندو جو پہلے ہی ۲۱ و ۲۲ کروڑ کی تعداد میں ہیں۔ وہ اس پر اکتفا نہ کر کے باقی ماندہ کو بھی اپنے میں جذب کرنے کے لئے بے چین ہو رہے ہیں۔ مگر دوسری طرف مسلمان جن کی تعداد ہندوستان میں پہلے ہی کم ہے۔ اور جن پر تبلیغ کو اللہ تعالیٰ نے فرض گردانا ہے۔ وہ عاقبت سے بے پرواہ ہو کر حقیقت حال سے آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں۔ کیا مسلمانوں کی غفلت ہندوستان میں بھی ہسپانیہ کا نظارہ (العیاذ باللہ) دیکھنا چاہتی ہے۔ خدا مسلمانوں کو سمجھ دے۔

نادر موقع اگر آپ قادیان میں نہایت عمدہ باموقع پختہ دو منزلہ ہوا دار مکان جو نصف کنال میں واقعہ ہے کے خواہشمند ہیں تو اس پتہ پر خط و کتابت کریں۔ مینجر نور قادیان

بیاض نور الدین حصہ اول و دوم

اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے جناب حکیم مفتی فضل الرحمٰن صاحب کو جنہوں نے کئی سالوں کی محنت و کاوش و دیدہ ریزی اور مالی قربانی سے یہ نایاب تحفہ پبلک کے سامنے پیش کیا ہے۔ حضرت حکیم الامت مولانا حاجی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اولؓ کی طبی قابلیت کا لوہا اپنے اور بیگانے سب مانتے ہیں۔ بلاشبہ آپ اپنے وقت کے ارسطو اور بقراط تھے۔ حکیم مفتی فضل الرحمٰن صاحب نے آپ کے تمام عمر کے مجربات کو بیاض کی صورت میں شایع کر کے نہ صرف علم طب کی ایک گرانبہا خدمت سرانجام دی ہے بجالائے ہیں۔ بلکہ ایک مدفون خزانہ کو شایع کر کے اطبا اور پبلک کی بے بہا خدمت کو سرانجام دیا ہے۔ جس کے لئے مفتی صاحب موصوف اطبا اور پبلک کی طرف سے خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔ اس نایاب تحفہ میں سینکڑوں نہیں ہزاروں مفید ترین نسخہ جات تازہ اور کہنہ بیماریوں کے ازالہ کے لئے درج کئے گئے ہیں۔ جن میں ایک ایک نسخہ بذات خود بہت اہمیت اور وزن رکھتا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس نایاب خزانہ اور بے بہا تحفہ سے کوئی بھی گھر خالی نہ رہنا چاہیئے۔ گھروں میں اس طبی خزانہ کی موجودگی بہت حد تک ڈاکٹروں اور حکیموں کی نازبرداریوں سے مستغنی کر دیتی ہے۔ حصہ اول معہ ٹائیٹل ۳۲ صفحہ سائز ۲۰×۲۶/۸ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ قیمت صرف ۸/

حصہ دوم معہ ٹائیٹل ۲۷۲ صفحہ سائز ۲۰×۲۶/۸ قیمت ۱۲/ لکھائی چھپائی کاغذ سب دیدہ زیب

ملنے کا پتہ:- حکیم مفتی فضل الرحمٰن صاحب سابق ایڈیٹر طبیب حاذق شفاخانہ فضل رحمانی قادیان ضلع گورداسپور

درخواست دعا

جناب سید محمد علی شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر صدر گوگیرہ اپنے والدہ صاحبہ کے لئے اور ماسٹر یوسف علی صاحب مدرس صدر گوگیرہ اپنے بچوں کی صحت کے لئے اور شیخ فضل الرحمٰن صاحب ملتان سے دین و دنیا کے حسنات کے لئے اور جناب مولوی فضل الٰہی صاحب قریشی بھیرہ جو عرصہ سے بیمار ہیں صحت کے لئے اور جناب منشی محمد حسین صاحب سب اوورسیر چارسدہ فلاح دارین کیلئے۔ دوستوں سے دعا کے

پہلی تحقیق

ہندوؤں اور مسلمانوں کے ایمان کی بابت

مضمون کے ارسال کنندہ صاحب ایک یا دوسری وجہ سے اپنے نام کا اظہار نامناسب سمجھتے ہیں۔ یہ مضمون جس تحقیقات کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ وہ بہر نوع قابل داد ہے۔ مگر مجھے نامہ نگار صاحب کے مضمون کی اس شق سے اتفاق نہیں ہے کہ رسومات پر مذہب کا کوئی دخل نہیں ہونا چاہیئے۔ بادی النظر میں سوال گو اس قدر اہمیت نہ رکھتا ہو۔ مگر نتیجہ کے لحاظ سے یہ خصوصیت سے قابل غور پہلو ہے۔ صرف ہندوانہ رسومات اور تمدن کے سبب سے ہی ملکانہ راجپوتوں کو ٹھوکر لگی۔ اور جہاں جہاں اشدھی کے حامیوں کے ہاتھ پڑے پاؤں پڑنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ وہ محض مخلوط رسومات اور تمدن کا ہی نتیجہ ہے اسواسطے مسلمانوں کی بہتری اسی میں ہی ہے۔ کہ وہ اسلامی تمدن اور رسومات کو بدرجہ غایت عزیز رکھیں۔ ورنہ امتیازی حیثیت کا قایم رہنا مشکل ہے۔ (ایڈیٹر)

جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے مختلف ملکوں میں مختلف نبی اور رسول اس کام کے لئے وقتاً فوقتاً پیدا کئے تھے کہ وہ اپنے اپنے ملک والوں کو اچھی اچھی باتیں سکھلاتے رہیں۔ اور جب مختلف ملکوں میں باہمی میل جول کے ذریعہ بڑھتے گئے اور آمدورفت میں آسانیاں ہوتی گئیں۔ اور ایک ملک کی خبریں دوسرے ملک میں آسانی سے بکثرت پہنچنے لگیں۔ تو ان نبیوں اور رسولوں کی تعداد رفتہ رفتہ گھٹتی گئی۔

جو باتیں یہ ہادی تعلیم کیا کرتے تھے۔ وہ دو قسم کی ہوتی تھیں (۱) ایک تو وہ جن کے ذریعہ سے لوگ آپس میں مل جل کر تندرستی اور امن و آسائش کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔ یہ ظاہر ہے کہ ایسی نصیحتیں ہر ملک اور ہر زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے تعلیم کی جاتی تھیں۔ اس سبب سے ہر ملک اور زمانہ میں ان کا مختلف ہونا لازمی ہے۔

(۲) دوسری قسم کی وہ باتیں تھیں جن کو ایمان کہتے ہیں

کے ملتے ہیں۔

مثلاً خدا کیا ہے وغیرہ وغیرہ یہ ظاہر ہے کہ ان باتوں میں اختلاف کی گنجائش نہیں ہوسکتی ہر ملک اور ہر زمانے میں ایک ہونگی اس لئے سچا ایمان ایک ہی ہوسکتا ہے۔ دنیا میں جو مذہب مروج ہیں۔ وہ دو قسم کے ہیں۔ الہامی اور غیر الہامی۔ الہامی مذہب وہ ہیں۔ جن کی تعلیم نبیوں نے دی ہے۔ اور غیر الہامی مذہب وہ ہیں جن کو عقلمندوں نے اپنی عقل سے نکالا۔

دنیا میں الہامی مذہبوں کے ماننے والے ہمیشہ سے زیادہ ہوتے آئے ہیں۔ اور غیر الہامی مذہبوں کے ماننے والے بہت تھوڑے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کسی الہامی مذہب میں حکیموں کے قول مل گئے ہیں۔ تو لوگ اسی حصہ کو عام طور سے مانتے ہیں جو الہامی ہے اور غیر الہامی حصہ کو نہیں مانتے۔

الہامی مذہبوں میں سے دو مذہب ہیں۔ ایک سب سے قدیم اور دوسرا سب سے آخر۔ سب سے قدیم مذہب کا نام برہمنی مذہب ہے اور سب سے آخری مذہب کا نام اسلام ہے۔ برہمنی مذہب کی الہامی مقدس کتاب کا نام وید ہے اور اسلام کی مقدس کتاب کا نام قرآن ہے۔

برہمنی ایمان

ویدکے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں ایک روحانی خدا کی تعلیم دی گئی ہے۔ جس کا نام پر برہم یعنی سب سے اول ہستی بیان کیا گیا ہے۔ مگر چونکہ وید کو بہت زیادہ زمانہ گذر گیا ہے۔ اور اس میں حکیموں اور عقلمندوں کی رائیں مل گئیں ہیں۔ اس سبب سے اس کا پتہ کچھ نہیں چلتا کہ وید مقدس نے پر برہم میں کیا کیا صفتیں اور قوتیں تسلیم کی تھیں۔ صرف حکمائی تعلیمیں باقی رہ گئی ہیں جن میں باہمی بہت اختلاف ہے۔ مثلاً سانکھیہ شاستر میں جو وید مقدس کی ایک تفسیر ہے۔ ایک پر برہم کے بدلے دو چیزوں کو ہمیشہ سے موجود مانا گیا ہے۔ ایک مادہ دوسرے جیو یعنی جان مگر ایک دوسرے شاستر میں جس کو ویشیشک شاستر کہتے ہیں۔ صرف مادہ ہی کو ہمیشہ سے موجود مانا گیا ہے۔ لیکن عام طور سے ہندوانی مذہب کا کتابی ایمان اس زمانہ میں یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ کائنات میں دو چیزیں ہمیشہ سے موجود ہیں۔ ایک مادہ دوسرے روح

مادہ کی بابت یہ تعلیم کی جاتی ہے۔ کہ اس کے الطف ترین اجزا ہمیشہ سے موجود ہیں۔ نہ ان کا کوئی خالق ہے اور نہ ہادی اور وہ بغیر کسی راہنمائی کے اپنی ذاتی قوت سے مختلف مرکبات پیدا کر لیتے ہیں۔

روح ایک جداگانہ ہستی ہے جو تمام کائنات میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور اس سے کوئی جگہ اور کوئی چیز خالی نہیں ہے مگر وہ نہ صاحب ارادہ اور نہ صاحب مرضی ہے۔ اور نہ کسی کی خالق اور ہادی ہے۔

اس روح کا تعلق مادہ کے ساتھ یہ ہے۔ کہ وہ ہر مادہ میں اودیا مایا یعنی بے بسی یا غفلت کی حالت میں داخل رہتی ہے۔ مگر ہر وقت اس کوشش میں رہتی ہے۔ کہ کسی طرح اس ابدی مجبورانہ تعلق سے نجات حاصل ہوجائے۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ مختلف جنموں یعنی پیدائشوں میں چکر کھاتی رہتی ہے۔ لیکن چونکہ ایک بے قدرت ہستی ہے اس لئے ہر جسم اس کا مادہ کی تابعداری میں ہوتا ہے۔ جس میں اس کو ذرہ سا بھی اختیار نہیں ہوتا۔

مگر یہ ایمان جو اوپر بیان ہوا۔ شاستری ہے یہ بالکل نہیں معلوم کہ وید مقدس کی تعلیم کیا تھی۔ اور چونکہ مذکورۃ الصدر تعلیم الہامی نہیں ہے۔ بلکہ حکیموں کی غیر الہامی تعلیم ہے۔ اس سبب سے تقریباً کوئی ہندو روزمرہ میں اس کو نہیں مانتا تقریباً کل ہندو خدا میں ان ہی صفات اور قوتوں کو مانتے ہیں جو اسلام کی الہامی کتاب تعلیم کرتی ہے۔ اور جو غالباً الہامی وید نے بھی یہی تعلیم کی ہو گی۔ کیونکہ ایمان کی باتوں کی بابت الہامی تعلیم میں اختلاف کبھی نہیں ہو سکتا۔

غرضکہ موجودہ زمانہ میں ہندوؤں کا کتابی ایمان کچھ ہے۔ اور لوگ عام طور سے عملاً دوسرے ایمان کو مانتے ہیں اس سبب سے ہندوانی ایمان کی کوئی ٹھیک ٹھیک تعریف نہیں کی جا سکتی۔

ایک بھنگی جو لال بیگ کو پوجتا ہے۔ اور ایک ڈھیڑ جو سانپوں کی پرستش کرتا ہے۔ دونوں ہندو ہونے کے دعویدار ہیں۔ اور دونوں ہندو تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک سناتن دھرمی جو کروڑوں دیوتاؤں کو مانتا ہے اور ان کے مجسمہ بتوں کو پوجتا ہے۔ اور ایک آریہ سماجی جو ایک روحانی خدا کو مانتا ہے۔ اور بتوں کی پرستش سے نفرت کرتا ہے۔ دونوں ہندو ہونے کے دعویدار ہیں۔ اور دونوں ہندو تسلیم کئے جاتے ہیں۔

ان واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کا ہندوانی مذہب ایمان کو ایک بیکار جزو سمجھتا ہے صرف رسوم کو بکار آمد جانتا ہے۔ یعنی یہ کہ اگر کوئی شخص ہندوانی رسموں کا پابند ہو وہ ہندو مانا جائیگا۔ چاہے وہ ایمان کچھ ہی کیوں نہ رکھتا ہو۔ مگر یہ تو بدیہا مہمل ہے۔ رسموں کا زمانوں کے ساتھ بدلنا نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ ورنہ وہ انسانی ترقی میں سد راہ ہوں گی۔ علاوہ ازیں رسمیں ہر ملک سے مخصوص اور مناسب ہوتی ہیں۔ ایک ملک کی رسموں کا دوسرے ملک میں مفید ہونا لازمی نہیں ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہندوانی مذہب ہندوستان سے باہر نہیں پھیلا اور نہ پھیل سکتا ہے۔ وہ ہندوستان کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور یہی سب میں بڑا فرق برہمنی مذہب اور اسلام میں ہے۔ اسلام ایمان پر مبنی ہے۔ نہ کہ رسوم پر اگر کوئی اسلامی ایمان رکھے اور ہندوانی رسموں پر چلے وہ مسلمان مانا جائے گا۔ نہ کہ ہندو مگر ہندوؤں میں وہ ہندو تسلیم کیا جائیگا نہ کہ مسلمان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی ایمان

(۱) جسنے خدا کو (ٹھیک ٹھیک) مانا اور یہ مانا کہ مرنے کے بعد پھر جینا ہے۔ اور دیہ مانکر جسنے اچھے کام کئے اس کی مزدوری اللہ کے پاس ہے۔ اور اسکو کوئی خوف نہیں ہے۔ اور نہ وہ رنج پائے گا۔ (قرآن سورہ بقرا ۲-۱) جسے یہ کہا (مانا) کوئی خدا نہیں ہے سوائے اس خدا کے (جسکی تعریف قرآن میں کی گئی ہے) وہ تحقیق جنت میں داخل ہوا۔ (حدیث قدسی)

مذکورہ بالا قرانی آیت اور حدیث قدسی سے یہ صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ اسلام میں خدا کی بابت بموجب صحیح تعلیم قرآن کے ایمان رکھنا اسلامی مذہب کا لازمی جزو ہے۔ جب تک کوئی ٹھیک ٹھیک اس جزو اعظم کو نہ مان لے۔ اس وقت تک وہ اصلی مسلمان نہیں ہے۔ اور جس نے اس ایمان کو مان کر اچھے کام کئے۔ اس کے لئے مرنے کے بعد کوئی خوف نہیں ہے وہ بےشک مسلمان ہے۔ چاہے وہ کیسی ہی رسوم کا پابند ہو کیونکہ رسموں کا مختلف ملکوں میں ہونا اور مختلف زمانوں میں ہونا ایک لازمی امر ہے۔ پس ہندو اگر ایسے خدا کو مانیں جس کی تعلیم قرآن مقدس نے دی ہے۔ اور ایسے خدا کو نہ مانیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس کی تعلیم شاستروں میں دی گئی ہے۔ اور اچھے کام کریں تو وہ اسلامی تعلیم کی رو سے مسلمان مانے جائیں گے۔ خواہ وہ کیسی ہی رسموں کے پابند ہوں۔ اس سبب سے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ یہ بتایا جائے۔ کہ قرآن پاک خدا کی بابت کیا تعلیم کرتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ وید مقدس کی طرح قرآن پاک بھی یہی تعلیم کرتا ہے۔ کہ خدا ایک روحانی ہستی ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اللہ نور السموات والارض یعنی اللہ کل کائنات کا نور ہے۔ یہاں نور کا لفظ بجائے روح کے اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ علاوہ اس مفہوم کے کہ اللہ ایک الطف ترین ہستی ہے۔ یہ بھی معنی مقصود ہیں۔ کہ وہ کل کائنات کی روح ہے۔ کل کائنات کی ہستی کا باعث ہے۔ علاوہ ازیں نور کا لفظ اس لئے بھی استعمال کیا گیا ہے کہ اس سے مفہوم ہدایت کا بھی نکلتا ہے یعنی اللہ کل کائنات کا ہادی ہے۔ یعنی مادہ کے ذرات اس کی ہدایت سے مختلف شکلوں میں ترکیب پاتے ہیں۔ نہ یہ کہ وہ اپنی ذات کی قوت سے دنیا میں مرکبات پیدا کر دیتے ہیں۔

ایک دوسری صفت اس نور السموات والارض کی یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ وہ نور بدیع السموات والارض ہے۔ یعنی مادہ کے ذرات کو وہ عدم سے ہستی میں لایا ہے۔ اور ان کو ترکیب دے کر اس نے کل کائنات کو پیدا کیا ہے اس لئے اس کو علاوہ بدیع کہنے کے خالق السموات والارض بھی کہا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ نے کائنات کو کسی طرح پیدا کیا ہے۔ اس کے لئے اس کی بابت یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ اللہ مسبب الاسباب ہے۔ یعنی یہ خلقت مختلف اسباب کو جمع کر دینے سے وقوع میں آئی ہے

مختصر یہ کہ اللہ کل کائنات کا نور ہے۔ اس نے مادہ کو جس سے کل کائنات بنا ہوا ہے۔ پیدا کیا۔ اور مختلف اسباب پیدا کر کے ان سے مختلف نتائج پیدا کرنے کے لئے خاص قوانین بنائے اور ان قوانین کے ذریعہ سے مادہ کے ذرات کو ہدایت کی کہ وہ مختلف مرکبات اور اشکال پیدا کریں۔

غرضکہ یہاں ہم نے صرف ان قوتوں اور صفتوں کا ذکر کیا ہے۔ جو خلقت کائنات کے متعلق ہیں۔ اللہ کی باقی صفتوں کے لئے قرآن پاک کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اس مختصر باب میں ان کا بیان کرنا ہمارے مقصد سے علیحدہ ہے۔

غرضکہ اس مختصر بیان سے ناظرین پر منکشف ہو جائیگا کہ شاستروں کے غیر الہامی خدا میں اور قرآن کے الہامی خدا میں کیا فرق ہے۔ اور چونکہ شاستروں کی تعلیم غیر الہامی ہے۔ اور قرآن کی تعلیم الہامی ہے۔ اسلئے ہندو عام طور سے خدا میں وہی صفتیں اور قوتیں مانتے ہیں۔ جو قرآن میں بیان ہوئی ہیں۔ جو بقیاس غالب وید مقدس میں بھی تعلیم کی گئی ہوں گی۔ کیونکہ اس کی تعلیم بھی الہامی تھی اور شاستروں کی تعلیم کی ہوئی صفتوں کو ہندو قبول نہیں کرتے کیونکہ ان کی تعلیم غیر الہامی ہے۔

اب رہا یہ امر کہ نور السموات والارض کا تعلق خاص انسان کے ساتھ کیا ہے۔ اور شاستروں کی اور قرآن پاک کی الہامی تعلیم میں کیا فرق ہے وہ حسب ذیل ہے۔

جاننا چاہیئے کہ کل کائنات کی پیدائش بتدریج یعنی رفتہ رفتہ یکے بعد دیگرے ہوئی ہے۔ اور اسی طرح سے رفتہ رفتہ پیدائش مکمل ہوتی گئی ہے۔ سب سے آخر انسان کی پیدائش ہوئی ہے۔ اس لئے اس کی بناوٹ سب سے زیادہ مکمل نظر آتی ہے۔ اسی لحاظ سے انسان کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے۔ مگر اس کے علاوہ انسان کو ایک دوسرا اشرف بھی حاصل ہے۔ وہ یہ ہے کہ نور السموات والارض نے علاوہ جان کے اس کو ایک خاص قسم کی روح بھی عطا فرمائی ہے۔ جو خود نور السموات والارض سے بہت مشابہ ہے۔ مگر نسبتاً زیادہ ناقص ہے۔ اس عطیہ کے سبب سے انسان کو قرآن پاک میں خلیفۃ اللہ کا خطاب دیا گیا ہے۔ یعنی جس طرح ایک نائب سلطنت کو کل سلطانی اختیارات تو نہیں دیئے جاتے۔ اور گو وہ ناقص ہوتے ہیں۔ مگر سلطانی اختیارات سے بہت مشابہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح جو روح انسان کو عطا کی گئی ہے۔ گو وہ نسبتاً نور السموات والارض سے بہت ناقص ہے مگر پھر بھی بہت مشابہ ہے۔

اس انسانی روح کو یہ طاقت عطا ہوئی ہے۔ کہ اپنے ارادے اور خواہش اور کوشش سے وہ نور السموات والارض سے جتنا چاہے زیادہ یا کم رابطہ تعلق پیدا کر لے اور اس تعلق کی زیادتی اور کمی پر اوصاف حمیدہ اور یا خصائل رذیلہ اور اوصاف ملکوتی یا خصائل بہیمی کا حاصل کرنا منحصر رکھا گیا ہے یعنی ہر انسان کی کوشش اور خواہش اور ارادے پر اس میں نیکی اور بدی کا پیدا ہونا منحصر کر دیا گیا ہے۔ تاکہ وہ سزا اور جزا کا سزاوار بن سکے۔ اگر کوئی شخص اپنے ارادے اور خواہش اور کوشش سے نور السموات والارض کے ساتھ اپنا رابطہ بہت زیادہ بڑھا لے تو اس میں انتہا درجہ کے صفات ملکوتی پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ بیرونی مادہ پر بھی بہت کچھ قدرت حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس سے قیاس سے باہر کرامتیں اور معجزے صادر ہو سکتے ہیں۔ اور اگر اس رابطے کے پیدا کرنے میں غفلت اور بے پروائی کرے۔ تو اس میں ادنیٰ درجہ کے بہایم کے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں اور اس سے بدترین افعال سرزد ہونے لگتے ہیں۔

اس قرآنی تعلیم کے برخلاف شاستری تعلیم میں انسانی روح وہی مانی گئی ہے۔ جو تمام کائنات میں پھیلی ہوئی ہے۔ یعنی پر برہم۔

مندرجہ بالا تعلیم میں جو مشکلات اور خرابیاں ہیں وہ ذیل کی مثال سے بہت آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہیں۔

کل کائنات کو ایک بڑا سمندر سمجھ لو۔ جس میں پربرہم کے بدلے پانی بھرا ہوا ہو۔ اور مختلف اجسام جو دنیا میں نظر آتے ہیں۔ ان کو مختلف قسم کے برتن سمجھ لو جنہیں بعض سونے چاندی اور بعض مٹی وغیرہ کے بنے ہوئے ہیں۔

اب یہ ظاہر ہے۔ کہ کل برتنوں میں سمندر کا پانی اسی طرح بھرا ہوا ہو گا۔ جیسے پربرہم کے وجود سے بھرے ہوئے کل اجسام مانے جاتے ہیں۔ اب سب میں پہلے یہ بات ظاہر ہے کہ برتن سونے کا ہو خواہ مٹی کا مگر جو پانی اس میں بھرا ہوا ہے وہ سمندر ہی کا پانی ہے۔ اور سب برتنوں میں یکساں ہے برتن کے سبب سے پانی کی کیفیت نہیں بدل سکتی۔ اسی طرح پربرہم خواہ کسی جسم میں جنم لے جسم کا کوئی اثر اس پر نہیں ہو سکتا۔ بدل دوسرے یہ کہ اگر کوئی برتن ٹوٹ جائے۔ تو ایک برتن میں پانی دوسرے برتن میں نہیں جا سکتا۔ بلکہ سمندر کے پانی میں مل جائیگا۔ اسی طرح اگر کوئی جسم مر جائے۔ تو پربرہم ایک جسم میں سے دوسرے جسم میں داخل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس پربرہم میں مل جائیگا۔ جو تمام کائنات میں بھرا ہوا ہے۔ اور جس سے کوئی برتن خالی ہے۔ اس صورت میں جنموں کا چکر جس کی تعلیم شاستروں نے دی ہے۔ بالکل ناممکن اور بیکار ہو جاتا ہے علاوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسان اپنے نیک و بد افعال کا ذمہ وار نہیں بن سکتا۔ بلکہ ان کا ذمہ وار پر برہم ہوگا۔ جو انسان میں بھی موجود ہے۔

غرضکہ اس مختصر تحریر سے میرا مطلب صرف یہ ہے کہ ناظرین کو آسان طریقے سے سمجھا دوں کہ ہندوانی ایمان کیا ہے۔ اور اسلامی ایمان کیا ہے۔ تاکہ ہر شخص اچھی طرح سوچ سمجھکر وہ ایمان اختیار کر سکے جو اس کا دل و دماغ پسند کر سکے۔ اور جس مذہب کا ایمان پسند آئے۔ اسی مذہب کو اختیار کرے۔ کیونکہ مذہب کا جزو اعظم ایمان ہے۔ نہ کہ رسوم جو ہر زمانے اور ہر ملک میں ہمیشہ بدلتی رہتی ہیں۔ اور مختلف ہوتی ہیں۔ جو شخص مذہب کچھ رکھے اور ایمان کچھ رکھے وہ آوہاتیتر آدہا بٹیر ہے۔ بلکہ لامذہب ہے۔ ایسے شخص کو دنیا حقارت کی نگاہوں سے دیکھتی ہے۔ اور مرنے کے بعد وہ دکھہ پائے گا۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

وید دودہ گھی دیتا ہے

تجھ سے لاحاصل ہے میری حسرتوں کا پوچھنا
تم وہی آخر کرو گے جو تمہارے دل میں ہے

جو شخص ایک سال تک باقاعدہ وید کو پڑھتا رہے۔ اس کو وید کام دھینو کی طرح دودہ گھی دیتا ہے۔ منوشاستر ادھیائے ۲ اشلوک ۱

(خاکسار) ہمارے آریہ دوست الزام دیتے ہوئے فرمایا کرتے ہیں۔ کہ عیسائی و مسلمان گئو وغیرہ کو ذبح کرکے کھائے جاتے ہیں۔ جن کے ذبح ہونے کے باعث دنیا کو گھی دودھ اچھے طریقہ پر دستیاب نہیں ہو سکتا۔ اگر گوشت خوری بند ہو جائے اور گئو وغیرہ چوپایہ ذبح نہ ہوں۔ تو دنیا کو گھی دودہ ملنے لگے لہذا آریہ صاحبان کا یہ خیال اور قول بالکل غلط ہے۔ گھی دودہ کا ہونا چوپایوں کے ہونے یا نہ ہونے یا کم و بیشی پر منحصر نہیں ہے۔ بلکہ گھی دودہ کا ہونا وید کے پڑھنے پر موقوف ہے۔ جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا۔ کہ جو شخص وید کو ایک سال تک پڑھتا ہے۔ اوس کو وید دودہ گھی دیتا ہے۔ دیکھو احکام منوشاستر مندرجہ بالا۔ لہذا آریہ صاحبان کو چاہیئے۔ کہ خوب وید کو پڑہیں۔ اور وید سے دودہ گھی حاصل کریں۔ گھی دودہ کی افراط وید کے پڑھنے پر موقوف ہے۔ جو آدمی نہیں پڑھیگا اوس آریہ کو گھی دودہ نہیں ملے گا۔ اور جو وید کو پڑھے گا اس کو گھی دودہ ملے گا۔ اب آریہ صاحبان گئو وغیرہ کے ذبیحہ کے بند کرنیکے خیال کو دل سے نکالڈالیں۔ ایسی کیا ضرورت سوائے گھی دودہ کے حاصل کرنے کے پڑی ہے کہ دوسرے مذاہب سے بلاوجہ رخنہ اندازیاں کی جائیں اور دودہ گھی چوپایوں سے ہی حاصل کیا جائے۔ وید سے ہی دودہ گھی حاصل کرنا چاہیئے۔ فضول گئو وغیرہ کی پرورش کرو اور کھل بہوسہ کی تلاش کرتے پہرو اور وقت اٹھاؤ بارش اور جاڑوں کے زمانہ میں محفوظ جگہ باندہتے پہرو۔ جیب کے دام نکالکر روزانہ خرچ کرو۔ اور نتیجہ وہی کا وہی اگر وید کے پڑھنے سے دودہ گھی ملتا ہے۔ تو گئو وغیرہ روپیہ دے کر کیوں خرید کی جائیں۔ عیسائی اور مسلمان جس قدر ہیں اون کی مذہبی کتب انجیل اور کلام مقدس میں یہ کہیں تعلیم نہیں ہے۔ کہ ان کے تلاوت کرنے پر یہ کتب مقدسہ مثل مویشی کے گھی دودہ دینگی۔ اس لئے وہ تو یعنی مسلمان اور عیسائی صاحبان دودہ چوپایوں سے حاصل کرتے ہیں۔ جیسا کہ اون کی کتب مذہبی میں حکم ہے۔ اور آپ اپنی تعلیم کے بموجب وید سے دودہ گھی اوس کو پڑھکر لیجئے۔ ہم اپنے مذہبی احکام پر عامل رہیں۔ اور آپ اپنے مذہبی احکام کے پابندی کیجئے۔ اگر ہم آپ کو وید سے گھی دودہ لینے کو منع کریں۔ تو آپ بھی ہم کو چوپایوں کے گوشت و گھی و دودہ کھانے سے منع کیجئے۔ یہ اچھا انصاف ہے۔ کہ ہم تو آپ کو منع نہیں کرتے۔ لیکن آپ ہمارے گرو ہوتے ہیں۔ اور بجائے وید سے دودہ گھی لینے کے آپ مویشی کے دودہ گھی کو استعمال کرتے ہیں۔ اور تمام دنیا کے قصہ سناتے ہیں۔

میرے آریہ دوستو اپنی مذہبی تعلیم کو ضرور آزماکر دیکھو کہ آیا وید دودہ گھی دیتا ہے یا نہیں اور اس میں صداقت بھی ہے یا نہیں۔

منشی محمد داؤد خاں نا ولسٹ ارتقام سرائے ترین محلہ نواب خیل بلدہ سنبھل ضلع مراد آباد

کُتّا اور ڈوم

اے کردگار کاتب اعمال اور زبیح
افسانہ بڑہ گیا ہے بہت میرے حال کا

کتا ہنس ڈوم پاپی رَدگی کو اچہوتا کیڑا ان سب کو آہستہ سے زمین میں دلوے منوشاستر ادھیائے ۳ اشلوک ۹۲

(خاکسار) اسی اشلوک میں کتے اور ڈوم کو مساوی الحیثیت بتایا گیا ہے بڑی افسوسناک بات ہے کہ انسان کو کتے کی برابر عزت دی گئی ہے۔ کیا اچھی شریعت ہے۔ اور کیا عمدہ اصول ہیں۔

سور سونگھنے سے مرغا پر کی ہواؤں سے کتا دیکھنے سے شودر چھونے سے ناش کرتا ہے منوشاستر ادھیائے ۳ اشلوک ۲۴۱

(خاکسار) اس اشلوک میں بھی یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ شودر جو ایک انسان ہے۔ اوس کی چھو جانے سے بھی ناش ہو جاتا ہے۔ کس قدر اچھی خاصی انسانوں کی تحقیر کی گئی ہے کیا اچھی شریعت ہے۔ اور کیا اعلیٰ درجہ کی منطق ہے۔

پڑہنے میں صرف صاف زبان سے نکلے اور شودر کے پاس نہ پڑہے۔ اور اگر رات کے چوتھے پہر میں وید کے پڑھنے سے تھک جاوے تو سووے نہیں منوشاستر ادھیائے ۴ اشلوک ۹۹

(خاکسار) وید کے پڑھتے وقت شودر پاس نہ ہو اور شودر کے پاس نہ پڑہے۔ شودر جو انسان ہے اوس کو وید کے سننے سے محروم کیا گیا ہے۔

شودر کو صلاح نہ دے۔۔۔ اور دہرم برت کا اوپدیش بھی شودر کو نہ دے منوشاستر ادھیائے ۴ اشلوک ۸۰

جو شخص شودر کو دہرم اور برت کی باتیں اوپدیش کرتا ہے۔ وہ معہ اوس شودر کے اسمبرت نام نرگ میں جاتا ہے۔ منوشاستر ادھیائے ۴ اشلوک ۸۱

(خاکسار) ملاحظہ ہو شودر جو ایک انسان ہے اس کو دہرم اور برت کے اوپدیش کی بھی ممانعت ہے اور صلاح کی بھی ممانعت ہے کیا اچھی شریعت اور مساوات کی تعلیم دیگئی ہے برہمن مورکھ بھی تو راجہ کو دہرم کا اوپدیش کر سکتا ہے۔ اور شودر کیسا ہی ہو وہ اوپدیش نہیں کر سکتا منوشاستر ۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس راجہ کو دھرم کا بیچار شودر کرتا ہے۔ اس راجہ کا راج دیکھتے ہی دیکھتے مٹ جاتا ہے۔ منوشاستر ۸۔۲۱

(خاکسار) شودروں کی کس درجہ طعن کی گئی ہے۔ یہ ہے عالمگیر اور خدائی دین کی تعریف سبحان اللہ وبحمدہ

اگر تم جھوٹ بولو گے تو تمہاری سارے عمر کے کئے ہوئے اچھے کام ناش ہو کر کتوں کو مل جائیں گے۔ منوشاستر ادھیائے ۸ اشلوک ۹۰

(خاکسار) یہ ہے منوشاستر کی تعلیم کہ کوئی شخص اگر جھوٹ بولے تو اس کی تمام نیکیاں یعنی اچھے کام کتوں کو مل جائیں گے۔ لیجئے منوشاستر کی وہ زبردست تعلیم ہے کہ اچھے کام ناش ہو کر انسانوں کے تمام کتوں کو دلا رہی ہے۔ اچھے کام تو انسان کریں۔ اور اس کے عوض ان اچھے کاموں سے کتے مزے اڑائیں۔ اور انسان اپنے اچھے کاموں سے کوئی لطف نہ اٹھائیں۔ انسانوں سے زیادہ کتے خوش نصیب ہیں۔ یہ انوکھی تعلیم ہے۔ (باقی پھر کبھی)

منشی محمد داؤد خان نا ولسٹ از مقام سرائے ترین محلہ بلدہ سنبھل ضلع مراد آباد

سکھ دوستوں سے ہمارے ۲۵ مطالبات

(۱) اگر گرو صاحب کلمے کے منکر تھے تو ان شبدوں کا کیا مطلب ہے ؎

کلمہ اک یکا رہا دوجا ناہیں کوئے
جو کہن ناپاک ہے دوزخ جاویں سوئے (جنم ساکھی بالا ص۱۴۲)
کلمہ پڑھیاں عذاب دین دنی دا جائے
جسنے کلمہ آکھیا تاں کیوں ملے سزائے (ایضاً ص۱۴۲)

(۲) اگر آپ شریعت کے منکر اور دین سے آزاد تھے۔ تو ان شلوکوں کا مطلب بیان فرماویں

بدعت نوں دور کر قدم شریعت راکھ (جنم ساکھی ص۱۴۵)

اب بتاؤ یہاں کونسی شریعت ہے سکھوں کے پاس جیسے نکاح، طلاق، بیع شرے معاملات کس کس سے نکاح جائز اور کس سے حرام ہے۔

(۳) اگر مردے جلانا ثواب سمجھتے تھے تو ان کا مطلب ضرور بیان کریں۔

مرے بچارا ہنڈو اگے دیں جلائے۔
بل بل ہوئی بھسمڑی پونے کٹڑی اڈائے (جنم ساکھی ص۱۵۲)

یعنی جب ہندو کو جلا دیتے ہیں۔ تو راکھ کو ہوا اڑا لیجاتی ہے اس سے کیا فائدہ۔

ہڈ جلے جیسے لکڑی کا نولہ
کیس جلے جیسے گھاس کا پولہ (گرنتھ صاحب گونڈ ص۱۲۹)

(۴) اگر قبر میں دفن کرنا منع سمجھتے تھے۔ اور جنازہ منع سمجھتے تھے۔ تو یہ تکبیر کیسی ہے ؎

زن پسر برادراں کس نیست دستگیر
آخر بیفتم کس ندار دچوں شود تکبیر
(گرنتھ صاحب ص۱۱۳۰ تلنگ محلہ پہلا)

آکھیں شیخا بندگی چلن اج کہ کل
گوراں سے نمانیاں بہسن روماں گل (گرنتھ ص۲۱۷)
فریدا خاک نہ نندے خاکوں جیڈ نہ کو
جیوندیاں پیراں تلے مویاں اپر ہو (گرنتھ صاحب ص۲۱۹۲)

(۵) اگر باوا صاحب کی لاش دفنائی نہ گئی تو کہاں جلائی گئی ثابت کیا جائے۔

(۶) اگر کیس لمبے رکھنے ضروری ہیں۔ تو اس شلوک کا کیا مطلب

کبیر پریت کو ایک سوں ات بدو بدا جائے
بھاویں لانبے کیس رکھ بھاویں گھر ڑ منائے

(۷) اگر باوا صاحب جون کے قائل تھے۔ تو ان شبدوں کا مطلب بیان کیا جائے۔

ایہو جنم نہ مریا نہ آئیں ٭ نانک گورمکھ من سمجھائیں
لکھ چوراسی بھرم ڈبھرم بھرم کھوار ٭ مانس جنم درلبھ ہے ہویا نہ بار و بار
جیوں پھل پاکے بھوئیں گرے بو ہڑ نہ لاگے ڈار (گرنتھ صاحب ص۲۳۰)

یعنی انسان کا جنم بیراجنم ہے۔ یہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا۔ جس طرح پھل پک کر زمین پر گر جاتا ہے۔ اور پھر درخت کو نہیں لگتا۔ اور آون جاون بو ہڑ نہ ہوئے۔ گورکھ سہج دھیایا۔ آوا گون پھر جون نہ آیا۔ نانک ہر کے داس سمایا (گرنتھ صاحب ص۲۳۵)

(۸) اگر آپ مذاہب باطل کی تردید کے لئے نہیں آئے تھے۔ تو اس عبارت کو کیا کیا جائے۔ اور باوا جی کو اکاش بانی (الہام) ہوئی کہ ڈبائی تسانوں شیخ دی ملی ہے۔ ویدوں اور دیو تے اور پر اپنین تیرتھ جو ہند و واندے ہن انہاں نوں منسوخ کر وا ورز کو اۃ اور بانگ اور مصلی اور خدا کی عبادت دنیا وچہ ورتاؤ" (جنم ساکھی بالا ص۱۰۵)

(۹) اگر حضرت باوا صاحب مبلغ اسلام نہیں تھے تو اس شبد کا کیا مطلب ہے۔

نانک آکھے رکن دین سچے سنوں جواب
چاروں کوٹ اسلام ہوتاں پاے ثواب

یعنی ثواب حقیقی کے مستحق ہم تب ہو سکتے ہیں۔ جب دنیا کے چاروں گوشوں میں اسلام پھیل جائے۔

(۱۰) اگر آپ قرآن کریم کو سب کتابوں سے افضل نہیں مانتے تھے تو ان شبدوں کا مطلب واضح کیا جائے۔

توریت زبور انجیل ترے پڑھ سن ڈٹھے وید
رہیا قرآن کتیب کل جگ میں پروان (جنم ساکھی ص۱۴۷)
ترکیے حرف قرآن دے تریہے سپارے کیں
بس دیچ بہت نصیحتاں سن سن کرو یقیں (ایضاً ص۲۲)
ڈٹھیاں چار کتیب اکس باجھ نہ کو (جنم ساکھی ص۱۲۱)

یعنی سب کتابیں پڑھیں لیکن قرآن کریم کے سوا سب باقی معرفت سے خالی ہیں۔

(۱۱) اگر آپ درود کے منکر تھے تو یہ کیوں فرمایا۔ ص۶۵
برکت تن کو اگلی جو پڑھتے رہنا درود (گرنتھ صاحب سری راگ محلہ پہلا)

(۱۲) اگر آپ پکے نمازی نہیں تھے۔ تو ان شبدوں کا مطلب بیان کیا جائے۔ لعنت بر سر تنہاں جو ترک نماز کریں
تھوڑا بہتا کھٹیا ایہو ہتھ گنویں (جنم ساکھی)
اٹھو فریدا وضو ساج صبح نماز گذار
جو سر سائیں نہ نویں سو سر کپ اتار (گرنتھ صاحب ص۲۱۶۹ محلہ ۳)

شاید کوئی سکھ بھائی کہے کہ قرآن والی نماز یہاں کیسے مراد لی گئی ہے۔ پنج وقت نماز گذاریئے پڑھیے کتیب قرآن (گرنتھ صاحب ص۲۳ سری راگ محلہ ۱) بے نمازاں نہیں سگ رکتے بھلے جو راتیں رہندے جاگ۔ سنکے بانگ نہ آوندے سنتے پیئے نابھاگ (گرنتھ صاحب ص۲۱۶۹)

(۱۳) اگر آپ نے مسجد میں جا کر اذان نہ دی اور کہنے والے کو برا سمجھتے تھے۔ تو اس شبد کا کیا مطلب ہے۔ کن وچ انگلیاں پائے کے بابے دتی بانگ (جنم ساکھی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گرو جی اچی سر نال بانگ دتی (جنم ساکھی کلاں صفحہ ۵۲)

(۱۴) اگر نماز و روزہ کے بغیر ہی آپ نجات کا حاصل کرنا سمجھتے تھے۔ اور بے نماز کو برا نہیں خیال کرتے تھے تو ان شبدوں کا مطلب بتایا جائے۔

ترچھ کر رکھے پنج کر ساتھی نا شیطاں مت کٹ جائے
نانک آکھے راہ پہ چلنا مال دھن کت کون سجائے
(گرنتھ صاحب صفحہ ۳۱ محلہ گھر)

دنیا دوزخ اوہ چڑھے جو کہے نہ کلمہ پاک
مکروہ تریہے رو چڑھے پنج نمازاں طلاق (جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۴۳) یعنی دوزخ میں وہ جائے گا۔ جو کلمہ شہادت کو برا اور روزہ کو برا سمجھتا اور تارک صلوٰۃ ہے۔

نماز روزہ بندگی ہور ریاضت سہار
کرکے عمل سدہارنوں راہ طریقت دا (جنم ساکھی صفحہ ۱۱۹)

(۱۵) اگر آپ کعبہ کی طرف پاؤں پھیلانے گئے تھے اور حج کرنے نہیں گئے تو ان شبدوں کا مطلب بتایا جائے

بابا پھر مکے گیا نیلے بستر دھار بن والی
عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلی دھاری
بیٹھا جا مسیت وچہ جتھے حاجی حج گذاری (واراں بھائی گورداس)

نیلا بانا پہن کر بیٹھا مکے آن
اکو اک خدا ہے آکھے موہوں کلام
نیلا بانا پہن کر دھریا مصلی سیس
عصا کوزہ پاس رکھ پوری کی حدیث

یعنی آپ نے حاجیوں کا لباس پہنا۔ لوٹا اور عصا اور قرآن شریف پاس رکھا۔ اور بیت اللہ میں جاکر جہاں حاجی حج گذرتے تھے۔ وہاں بیٹھ گئے۔ (جنم ساکھی بھائی بالا)

(۱۶) اگر گرو صاحب تمام مذاہب کو سوائے مذہب اسلام کے اچھا نہیں سمجھتے تھے تو یہ کیوں فرمایا۔

دوجی دنیا کفر ہے اندر رکھے چھپا۔
سچ اسلام خدا ہے جو کوئی بانگ اللہ (جنم ساکھی صفحہ ۴)

(۱۷) اگر سب مذہبوں میں نجات سمجھتے تھے تو یہ کیوں فرمایا

نانک سچے نام بن کتے نہیں ہنتی بھکھ (جنم ساکھی صفحہ ۱۴)

دکور دوح ایمان دی جو ثابت رکھے ایمان (جنم ساکھی کلاں)

(۱۸) اگر آپ آنحضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اللہ نہیں سمجھتے تھے۔ اور بانی اسلام نہیں سمجھتے تھے تو یہ کیوں فرمایا ہے

ہے پیغمبر مصطفےٰ لسندے چارے یار
عمر خطاب ابوبکر عثمان علی وچار
چاروں یار مسلمی چار مصلے کیں ۔۔۔
پنجواں نبی کریم ہے جس ثابت کیتا دیں (جنم ساکھی ۱۹۶)

لکھیا وچہ کتاب دے اول اک خدائے
دوجا نور محمدی جو خاصا یار کہائے (الفاضہ ۳۴۶)

(۱۹) اگر آپ قیامت اور ملائکۃ اللہ کے منکر تھے تو ان شبدوں کا کیا مطلب ہے

عزرائیل فرشتہ فیر دائے پکارا
اڈے دہرت اکاش سب ہو جھک جھا
عزرائیل فرشتہ پھوکسی گرنا ہ (جنم ساکھی کلاں)

نانک آکھے رمنا سنیو سکھ سبھی :: لیکھا دب منگسیا بیٹھا گڈہ وچی
طلباں پوسن آکیاں باقی جنہاں رہی :: عزرائیل فرشتہ ہوسی آسی
آون جاون نہ سجھے بھیڑی گلی پھٹی :: کوڑ نکھٹی نانکا ڈر کسیچ رہی
(گرنتھ صاحب محلہ ا صفحہ ۱۵۲۴)

چھڈ و سبھے لعامتاں قیامت نوں کریاد
جتسا ڈسی روں جیوں پلیا تھے سواد۔
کہا اپنا نکلے جیوں گھانی وا تیل۔
رس ارس کہاوے ہو گئے ننگ کنگے میل
(جنم ساکھی کلاں صفحہ ۱۵۲ سطر ۲۲)

(۲۰) اگر آپ محمد پیدا اسلام نہیں تھے تو اس عبارت کا کیا مطلب "اللہ نے گورو جی نوں کیہا کہ تیس سپارے قرآن شریف دے ہن۔ انہاں نوں چار کوٹ ہیں ورتاؤ اور ایک ہی نام دی تہا گرد دوسرا میرا کوئی شریک نہیں سوا یہ حکم بابے نانک جی نوں آیا (جنم ساکھی صفحہ ۱۲۵)

(۲۱) اگر حجامت کا سکھ مذہب میں ضروری ہے۔ تو گرنتھ صاحب سے جائز کرکے دکھایا جاوے اور اس کا مطلب بیان کیا جائے۔

ہوئے حلال لگے حق جائے۔ نانک درویدار سمائے
(گرنتھ صاحب محلہ ا صفحہ ۱۹۲۹)

(۲۲) کیا امرت چکھنے سے سکھ بننے کا حکم شری گرنتھ صاحب اوہیں ہے۔ اگر ہے تو ظاہر کیا جاوے۔ اور اگر نہیں تو سکھ مذہب کا مدار اس پر کیوں۔

(۲۳) اگر گورو صاحب پکے ہندو تھے اور السلام علیکم کہنا برا سمجھتے تھے۔ تو اس عبارت کا کیا مطلب ہے "جب پیر جلال دین نے بابا صاحب نوں ویکھ کر کہا السلام علیکم اے درویش تو بابا صاحب نے جواب دیا وعلیکم السلام پیر جلال دین قریشی پھیر گورو جی نال دست پنجہ ملا کے بیٹھ گئے (جنم ساکھی ۲۵۵)

(۲۴) اگر پانچ ککوں کا یعنی کنگا کڑا کرپان کچھ کیس رکھنا سکھوں کے لئے ضروری ہے تو گرنتھ صاحب میں ان کا ذکر کیوں نہیں۔

(۲۵) اگر گورو صاحب شفاعت رسول اور حشر و نشر اور حساب وکتاب اور شیطان کے منکر تھے۔ اور اسلام کے مداح نہیں تھے۔ تو ان شبدوں کا مطلب بیان کرو۔

بدیاں تن نیکیاں میزاں کرن حساب
باقی جنہاں دیوانی سوئی ہوں خراب
حجت راہ شیطان دا کیتا جنہاں قبول
درگاہ ڈھوئے نہ ملے نہ بھرے شفاعت رسول
گر پیر حامی تا بھرے جان مردار نہ کھائی
دو جاناں میں وتی وچہ اکو اک خدا
نانک خلیفہ خدائے دا کہتہہ تہیں الا
(جنم ساکھی کلاں)

امید ہے کہ میرے سکھ دوست ان مطالبات کو پورا کرکے مشکور فرماویں گے۔

سکھوں کا دلی خیر خواہ خادم عبداللہ خان بگول

تبلیغی توپخانہ صرف چھ روپیہ میں

آج دوست و دشمن ہر دو معترف ہیں کہ نور کے پرانے فائل سکھوں اور آریوں میں تبلیغی مضامین کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہیں۔ بسا اوقات ایک ایک مضمون کے لئے ہزاروں صفحوں پر دیدہ ریزی کرنی پڑتی ہے۔ فائل ۱۹۱۲ تا ۱۹۱۶ جنکی مجموعی قیمت بارہ روپے ہے۔ مگر اب صرف چھ روپیہ محصول ڈاک علاوہ پتہ منیجر نور بلڈنگ قادیان پنجاب مسلم ریویو لنڈن کی جلد ۲ کے ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ نمبر موجود ہیں۔ فی پرچہ کی اصل قیمت ۱۰ ہے مگر دفتر نور علاوہ محصولڈاک نصف قیمت پر دیگا۔ حاجتمند لوگ جلد درخواست کریں پتہ

منیجر نور قادیان ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کو کمزوری کی شکایت نہ ہونی چاہیئے

جو شخص حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرتا ہے۔ بلاشبہ وہ خوش قسمت دنیا میں ہی جنت میں ہے۔ مگر خدا برا کرے کمزوری کا کیونکہ کمزور آدمی نہ تو حقوق اللہ کو ہی ادا کر سکتا ہے۔ اور نہ حقوق العباد کو ہی بجا لا سکتا ہے۔ بلاشبہ ایسا آدمی زندہ درگور سے کم نہیں۔ جو ہر وقت پژمردہ چہرہ زرد اور سر و کمر میں درد، حافظ کمزور، طبیعت اچاٹ، چلتے وقت دم چڑھ جانا۔ ہاتھ پاؤں سست ہو جاتے۔ اگر ایسے گئے گذرے انسان دنیا میں کسی کام کے بن کر اپنی زندگی کو پرلطف بنانا چاہتے ہیں۔ تو وہ آج سے ہی ہماری جدید تیار کردہ اکسیر البدن نامی دوا جو باقاعدہ سرکار سے رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔ کا استعمال شروع کریں۔ جو پٹھوں کو مضبوط، حافظہ کو تیز، چہرہ کو شگفتہ اور جسم کو چست بناتی، دل میں نئی امنگ، اعضائے میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرتی ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپے علاوہ محصول

تمام سرمہ فروشوں کو کھلا چیلنج!

یہ امر تو اب روز روشن کی طرح ظاہر ہو چکا ہے۔ کہ ہمارا موتی سرمہ (رجسٹرڈ) اگر ہے ضعف بصر، دھند، جالا، پھولا، پانی بہنا، خارش، رتوندا، گوہانجنی، ناخونہ، ابتدائی موتیابند، غرضکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اگر آپ کو اپنی پیاری آنکھوں سے کچھ بھی محبت ہے۔ (جس کے بغیر دنیا اندھیر ہے) تو آپ کو آج سے ہی موتی سرمہ کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔ جو نہ صرف آپ کی نور بصارت کو ہی ترقی دے گا۔ بلکہ جملہ امراض چشم سے آپ کی پیاری آنکھوں کو محفوظ رکھے گا۔ قیمت ایک تولہ دو روپے آٹھ آنہ

ہر ایک سرمہ فروش یہی کہتا ہے۔ کہ میرا سرمہ سب سے اعلیٰ ہے۔ جس سے ناظرین کو اصل و نقل میں تمیز کرنی بہت مشکل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا لوگوں کی تسلی کے لئے ہم ایک احسان راہ پیش کرتے ہیں۔ کہ ہمارے ہر اشتہار میں نیا سارٹیفکیٹ درج ہوگا۔ ہر اشتہار میں نیا سارٹیفکیٹ مہیا ہو جانا یہ خود ہی کسی سرمہ کے بہتر ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ یہ کل سرمہ فروشوں کو ہماری طرف سے کھلا چیلنج ہے۔ کہ وہ بھی ہر بار ہماری طرح نیا سارٹیفکیٹ پبلک میں پیش کریں۔ لہٰذا اس سلسلہ میں پہلا سارٹیفکیٹ درج ذیل ہے۔

پڑبالوں کو بہت آرام آیا جناب منشی مہرالدین صاحب احمدی پٹواری نہر حلقہ ر ب 395 ضلع لائلپور سے لکھتے ہیں پہلے ایک تولہ سرمہ منگوایا تھا۔ وہ تمام دوستوں میں تقسیم ہو گیا۔ چودھری مولا بخش صاحب کی اہلیہ کو پڑبال کی شکایت تھی۔ جس سے اب بہت آرام ہے لہٰذا دو تولہ موتی سرمہ چودھری مولا بخش صاحب کے لئے بذریعہ وی پی روانہ کریں

پتہ

منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

اللہ شافی

ملیریا بخار کی مجرب و آزمودہ دوا

کونین سے بڑھ کر مفید اور جملہ اقسام بخار کا دافع اتریاق بخار یا قاتل ملیریا جس کے استعمال سے سخت اور کئی کئی دن کا چڑھا ہوا بخار صرف چند خوراک کے استعمال سے خدا کے فضل سے اتر جاتا ہے۔ اور بخار اترنے کے بعد بھی اس کا استعمال آئندہ کے لئے بخار کو روک دیتا ہے۔ اور ایک شیشی پانچ سات مریضوں کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔ پس ایسی مفید اور مجرب دوا کا ہر گھر میں رہنا باعث آرام ہے اور اس کے مفید و مجرب ہونے کے متعلق ہزارہا شہادتیں موجود ہیں پس مبارک ہیں۔ وہ جو ایسی نایاب دوا سے خود بھی فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو بھی اپنے تجربہ سے مطلع کریں۔

قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ چار آنہ کلدار محصولڈاک علاوہ

خاص رعایت اطباء اور وید و ڈاکٹر صاحبان خرچ پارسل اور پیکنگ وغیرہ کے لئے چھ آنہ کے ٹکٹ روانہ فرما کر صرف ایک مرتبہ اس کو بالکل مفت طلب کریں۔

المشتہر

منیجر شفاخانہ سعادت منزل متعلقہ عالیجناب مولوی حکیم میر سعادت علی منصبدار معالج امراض کہنہ شاہ علی بنڈہ چوک اسپاں حیدرآباد (دکن)